(قسط نمبر ۱۶)

ہندو تہذیب اور مسلمان

جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب استاد تاریخ جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی

میر حسن دہلوی نے ایک شاہ زادہ کی برات کا بہت ہی دل چسپ اور دلفریب منظر پیش کیا ہے ملاحظہ ہو:۔

کروں اس تجمل کا کیوں کر بیاں | کہ باہر ہے تقریر سے وہ سماں
وہ دولھا کے اٹھتے ہی اک غل پڑا | لگا دیکھنے اٹھ کے چھوٹا بڑا
کوئی دوڑ گھوڑے کو لانے لگا | کوئی ہاتھیوں کو بٹھانے لگا
لگا کہنے کوئی ادھر آئیو! | ارے رتھ شتابی مری لائیو
کسی نے کسی کو پکارا کہیں | نہ لانے پہ میاں نے کے مارا کہیں
کوئی پالکی میں چلا ہو سوار | پیادوں کی رکھ اپنے آگے قطار
جو کثرت میں دیکھا کہ گاڑی نہیں | کوئی مانگے تانگے میں بیٹھا کہیں
سپر اور قبضے کھڑکنے لگے | سواروں کے گھوڑے بھڑکنے لگے
ٹکورے وہ نوبت کے اور ان کے بعد | گرجنا وہ دھونسوں کا مانند رعد
وہ شہنائیوں کی سہانی دھنیں | جنھیں گوش زہرہ مفصل سنیں
ہزاروں تماشی کے تخت رواں[۱] | اور اہل نشاط ان پہ جلوہ کناں

---

[۱] یعنی ناچنے والی عورتوں کے تخت جن کو زربفت سے سجا کر مالک ان طوائفوں کو ہر ایک تخت پہ بٹھاتے تھے۔
ہفت تماشا ص ۔ ۱۴۷ ۔

وہ طبلوں کا بجنا اور ان کی صدا
وہ گانا کہ اچھا بنا لاڈلا!

ٹھہر کر وہ گھوڑوں کا چلنا سنبھل
ہُما کے وہ دونوں طرف مورچھل

وہ فانوسیں آگے زمرد نگار
کہ ہو سبزہ مینا جنھوں پہ نثار

دو رستہ جو روشن چراغاں ہوئے
پتنگے خوشی سے غزلخواں ہوئے

چراغوں کے ترپولیہ[۱] جا بجا
اور ان میں وہ بازاریوں کی صدا

کوئی پان بیچے، کھلونے کوئی
کوئی دال سوٹھ اور سلونے کوئی

براتی اِدھر اور اُدھر خُوق خُوق
وہ آوازِ قرنا اور آوازِ بوق

وہ کالے پیادے وہ ان کی نفیر
کہ تا چرخ پہونچے صدا ان کی چیر

وہ آرائش اور گل کئی رنگ کے
وہ ہاتھی کے دو دیو تھے جنگ کے

وہ ابرک کی ٹٹی وہ مینے کے جھاڑ
کہے تو کہ تنکے کی اوجھل پہاڑ

دو رستہ برابر برابر وہ تخت
کسی پر کنول اور کسی پر درخت

وہ رنگیں کنول اور وہ شمع و چراغ
کھلے جس طرح لالۂ نور باغ

اناروں کا دغنا وہ پھپے کا زور
ستاروں کا چھٹنا پٹاخوں کا شور

اُڑایا ستاروں کو جو آگ نے
تو ہاتھی لگے بن کو پھر بھاگنے

وہ مہتاب کا چھوٹنا بار بار
ہر اک رنگ کی جس سے دونی بہار

سراسر وہ ہر طرف مشعل کے جھاڑ
کہ جوں نور کے مشتعل ہوں پہاڑ[۲]

---

۱ ترپولیا۔ تین در کے بنائے ہوئے دروازے۔

۲ مجموعۂ مثنویات میر حسن دہلوی ص ۱۲۳-۱۲۲۔ چند براتوں کے مناظر کے لئے ملاحظہ ہو صحیفۂ اقبال ص ۲ الف و ب مثنوی عبدالجلیل بلگرامی، ہفت تماشا ص ۱۴۶-۱۴۸، کلیات سودا۔ جلد دوم ص ۱۶۱، ۱۶۴، ۱۶۷، ۱۹۷- Observations etc, N. 204 - گذشتہ لکھنؤ ص ۳۵۵-۵۶

دوسرے سازوں کے علاوہ روشن چوکی[۱] کا ہونا لازمی تھا۔

دولہن کے گھر کا نقشہ بھی برات کی رونق سے کسی طرح کم نہ ہوتا تھا۔ وہاں بھی بڑی سجاوٹ ہوتی تھی اور رقص و سرود کا انتظام ہوتا تھا، برات کے پہونچنے کے پہلے دولہن کو نہلا دھلا کر تیار کر لیتے تھے، اور اس کے غسل کا پانی باہر لاکر دولہا کی سواری کے گھوڑے یا ہاتھی کے پاؤں کے نیچے ڈال دیا جاتا تھا۔ دولہن کو یہ غسل سات دن کے باسی ٹھنڈے پانی سے دیا جاتا تھا جو کلس کا پانی کہلاتا تھا، چوکی پر پان بچھا کر وہ نہلائی جاتی تھی اور یہی پان اس اکیس پانوں والے بیڑے میں شامل ہوتے تھے جو سب سے پہلے سسرال میں کھلایا جاتا تھا[۲] اس موقع پر دولہن کو شادی کا سرخ جوڑا پہنایا جاتا تھا۔ زیورات[۳]، مہندی، اور پھولوں کے ہاروں سے اُسے سجایا جاتا تھا۔

عروسی وہ گہنا وہ سوہا لباس — وہ مہندی سہانی وہ پھولوں کی باس
مَلا سُرخ جوڑے پہ عطرِ سہاگ — کھلے مل کے آپس میں دونوں کے بھاگ[۴]

---

[۱] روشن چوکی سے مراد مٹی کے دو چھوٹے نقارہ ہیں جن کو لکڑی سے نہیں ہاتھ سے بجاتے ہیں اور اس کی آواز بانسری کی آواز سے رنگین تر کرتے ہیں۔ ہفت تماشا۔ ص ۱۴۷۔ [۲] گذشتہ لکھنؤ ص ۳۵۶

[۳] شادی کے موقعہ پر دولہن کو نتھ پہنانا لازمی سمجھا جاتا اور یہ رسم اب بھی جاری ہے اور یہ نتھ "سہاگ نتھ" کہلاتی تھی علاوہ ازیں ماتھے پر بتیا (بندیا) بھی چسپاں کی جاتی تھی۔ کلیاتِ سودا ج ۲ ص ۶۵، ۱۴۴، ۱۴۵

۲۲۴ دولہن کے لباس کا ذکر کرتے ہوئے اہلیہ میر حسن نے لکھا ہے کہ [illegible] لباس کی طرح ہوتا تھا صرف کپڑے کی قسم کا فرق ہوتا تھا۔ مثلاً چغہ دار ایک کرتا، یا اسی قسم کا کوئی بہت ہی قیمتی لباس۔ یہ کرتا سامنے سے کھلا ہوتا تھا اور بیس گز کپڑے سے تیار ہوتا تھا۔ کرتا چست اور لمبی باہیں ہوتی تھیں۔ اس لباس میں سونے چاندی کا کام ہوتا تھا۔ یہ ہندو طرز کا لباس تھا اور مغلیہ دربار میں استعمال ہوتا تھا اور جامہ کہلاتا تھا۔ Observations etc. P. 190

[۴] شادی کے دن دولہن کے لباس اور زیورات وغیرہ کے لئے ملاحظہ ہو۔
Observations etc P. 203,

میر حسن دہلوی نے ایک شاہزادی کی شادی کے موقع پر اس کے گھر کا منظر یوں پیش کیا ہے

جب آئی وہ دولہن کے گھر پر برات | کہوں واں کے عالم کی کیا تم سے بات
ہوا واں کی صحبت کی رشک بہشت | دھرے لخلخے گرد عنبر سرشت
کھڑے بادلوں کے وہ خیمے بلند | کریں عالم نور جس کو پسند
عجب مسند اک جگمگی اور فرش | تمامی کے عالم کا چوکور فرش
بلوریں دھرے شمعدان بے شمار | چڑھیں موم کی بتیاں چار چار
نئے رنگ کے اور نئے طور کے | دھرے ہر طرف جھاڑ بلور کے

رقص و سرود کی محفل

دو زانو زری پوش بیٹھے تمام | شراب خوشی کے کئے نوش جام
وہ دولھا کا مسند پہ جا بیٹھنا | برابر رفیقوں کا آ بیٹھنا
طوائف کا اٹھنا اک انداز سے | دکھانا وہ آ صورتیں ناز سے
کروں راگ اور ناچ کا کیا بیان | قدیمی کسی وقت کا ساسماں
وہ ارباب عشرت کا آپس میں مل | جمانا گھرک راگ کا دیکھے دل
اور اس صف سے اک چھوکری کا نکل | جتانا ہنر اپنا پہلے پہل
الٹنا وہ پٹے کا دیدے کے تال | وہ بوٹا سا قد اور کھڑے کی چال
کبھی پر ملو میں دکھاتی ادا | کہ جوں ٹوٹ کر بجلی ہووے ہوا
کبھی گت بھری ناچنا ذوق سے | کہ تیورا کے عاشق گرے شوق سے
کھڑے ہو کے دو گھونٹ حقے کے لے | چبا پان اور رنگ ہونٹوں پہ دے
انگوٹھے کی لے سامنے آرسی | وہ صورت کو دیکھ اپنی گلزار سی
وہ شادی کی مجلس وہ گانے کا رنگ | وہ جی کی خوشی اور وہ دل کی ترنگ

وہ پھولوں کے گہنے کناری کے ھار

وہ بیٹھی ہوئی رنڈیوں کی قطار[۵]

دھنگانا[۶] | جب نوشہ دولہن کے دروازے پر پہونچتا تھا تو اس موقع پر دولہن کے بھائی یا دوسرے قریبی رشتہ دار یا نوکر دولھا کو بہ جبر روکتے تھے اور اپنا نیگ طلب کرتے تھے۔ اس موقع پر نوشہ حسب مقدرت کچھ رقم یا تحفہ دیتا تھا۔ اس رسم کو دھنگانا کہتے ہیں اور جو رقم دی جاتی ہے وہ نیگ کہلاتی ہے۔

منوچی نے اس رسم کی تفصیل ان الفاظ میں بیان کی ہے۔ وہ لکھتا ہے:۔

"جب براتی بڑھتے بڑھتے دلہن کے مکان کے دروازے پر پہونچ جاتے ہیں تو یہاں آدمیوں کا ایک گروہ ہاتھوں میں ڈنڈے لئے زور زور سے چلاتا ہوا آتا ہے کہ "اب اس کے آگے نہ بڑھنا" نوشہ کے ہمراہی جب راستہ رُکا ہوا دیکھتے ہیں تو وہیں ٹھہر جاتے ہیں، وہ فریق ثانی کے افراد سے آگے بڑھنے کی اجازت مانگتے ہیں کیونکہ ان کا معاملہ دولھا سے ہے۔ اس پر بھی وہ لوگ براتیوں کو اپنا حریف سمجھتے ہوئے ان کو روکنے کا مظاہرہ کرتے ہیں اور ان پر ناشپاتی، لیموں، بینگن، مولی، شلجم اور اسی طرح کی دوسری چیزیں ان کی طرف پھینکتے ہیں جب ان کا یہ عمل ختم ہو جاتا ہے تو ہاتھوں میں بیت لے کر وہ شور و غل مچاتے ہیں اور اس طرح بڑی افراتفری کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ دھکم دھکا میں لوگوں کی پگڑیاں سر سے گر پڑتی ہیں اور ایک دوسرے کے کپڑے پھٹ جاتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ دولھا کو ہاتھ نہیں لگاتے۔"

"ان کے اندر جانے کی اس کوشش کے موقع پر دولہن کی طرف سے کچھ اور لوگ موقع پر آتے ہیں اور بآواز بلند التوائے جنگ کی درخواست کرتے ہیں۔ اب بالکل خاموشی چھا جاتی ہے اور وہ لوگ انکی بات سننے لگتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ دولھا کے اندر داخل ہونیکے

[۵] مجموعہ مثنویات میرحسن دہلوی ص ۱۲۵ اس زمانے میں عام طور پر براتیں بڑی دھوم دھام اور شان و شوکت سے نکلتی تھیں۔ گلزار شجاعی ص ۴۰۵ گذشتہ لکھنؤ ص ۳۵۶-۳۵۸ نیز Observations etc p. 304

[۶] یہ راجپوتوں کی رسم ہے۔ ہفت تماشا ص ۱۴۸ ۔

لئے دروازہ کھولنے سے پہلے اس کے لئے یہ لازمی ہے کہ راستہ کھولنے کی خدمت کے صلے میں وہ کچھ دے

اس بات کے سنتے ہی پھر کچھ جھگڑا سا شروع ہوجاتا ہے اس موقعہ پر نوشہ کی طرف سے ایک معزز شخص براتیوں میں سے آگے آتا ہے اور کہتا ہے کہ نوشہ کے پاس دینے کو کچھ نہیں ہے لیکن اس کی طرف سے وہ ایک تحفہ پیش کرتا ہے۔ وہ کچھ روپیہ تقسیم کرتا ہے اور دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔"[1]

اٹھارہویں انیسویں صدی میں یہ رسم عام تھی حضرت قاسم کی شادی کے بیان میں سودا نے کئی مرتبہ اس رسم کا ذکر کیا ہے ؎

نیگ میں جا کے دھنگانے کے دیا اپنا سر لینے والوں نے کہا خرم و شاداں ہوکر[2]

---

[1] منوچی جلد سوم ص ۱۵۱، ہفت تماشا ص ۱۲۰۔

[2] کلیات سودا۔ جلد دوم ص ۱۶۵/ ۱۹۸، ۲۶۳/ ۲۶۳، ۳۶۳

دیوڑی پر آکھڑا یوں سارا انجمل لے کر!

نوشے کے نینی بھائی راہ باندھ کر کھڑے آ

کینک معتبر کوں سنگات اپنے لیکر

دیکھ سبزاں یہاں سوں جاتا تبھی دیوڑی اندر

گنج اسرار (قلمی)

پنجاب میں اس کے برخلاف ایک دوسری رسم عمل میں آتی تھی جو "ہاتھ لیوا" کہلاتی تھی۔ اس رسم کے مطابق جب نوشہ دلہن کے دروازے پر پہونچتا تھا تو ایک نائی اس کا راستہ روکتا تھا اور اس کو ایک دھاگے سے ناپتا تھا اور اس موقعہ پر سوا روپیہ اس کو بطور نیگ دیا جاتا تھا۔ بعد ازاں نوشہ اندر داخل ہوتا تھا اسی وقت دلہن دروازہ پر آکر کھڑی ہوتی تھی۔ اس کو ایک روپیہ دے کر دولھا دولہن کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتا تھا۔

Tribes & castes, 1, P. 815

دھنگانا کے بعد دولہا کو اندر جانے کی اجازت مل جاتی تھی۔ اس کے ہمراہ رشتہ دار اور نوکر جاکر بھی اندر جاتے تھے اور باقی براتی باہر ہی رک جاتے تھے۔ اندر جاکر نوشہ کو اسی طرح جس طرح کچھ دیر پہلے باہر ہوا تھا، عورتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ منوچی لکھتا ہے۔

"مندرجہ بالا ہمراہیوں کے ساتھ نوشہ آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اور ایک ایسا مقام آتا ہے ہے جہاں عورتوں کی ایک فوج ہاتھوں میں پھولوں کے گجروں سے مزین ڈنڈے لئے سامنے آکھڑی ہوتی ہے، جب قضیہ ختم ہوجاتا ہے تو وہ عورتیں ایک بڑے کمرے تک نوشہ کو لے جاتی ہیں، ایک سجے ہوئے ایک بڑے تخت پر نوشہ کو بٹھا دیا جاتا ہے اور سازوں کے ساتھ گانے والی عورتیں اس کے چاروں طرف آکر کھڑی ہوجاتی ہیں[۱]" حرم سرا کا منظر ملاحظہ ہو:

اِدھر کا تو یہ رنگ تھا اور یہ راگ — محل میں اِدھر گوڑیاں[۲] اور سہاگ
وہ گہری سی شادی مبارک وہ ڈھول — وہ ٹونے سٹھنے[۳] وہ میٹھے سے بول
اترنے کی واں سمدھنوں کی پھبن[۴] — کھلیں پھول جیسے چمن در چمن
گلوں میں پہنانا وہ ہنس ہنس کے ہار — سٹا سٹ وہ پھولوں کی چھڑیوں کی مار
دکھانا وہ بن بن کے اپنا بناؤ — وہ آپس کی رسمیں وہ آپس کا چاؤ
قہقہے[۵]، ہنسی شور و غل تالیاں — سہانی سہانی نئی گالیاں[۶]

مختصر یہ کہ اندر لے جاکر جب دولھا کو مسند پر بٹھا دیا جاتا تھا تو رقص و سرود شروع ہوتا تھا۔[۷] بعد ازیں نکاح ہوتا تھا اور براتیوں کی خاطر و تواضع پان اور شربت سے

---

[۱] منوچی ج ۳ ص ۱۵۱-۱۵۲، نادرات شاہی ص ۱۱۵۔

[۲] گھوڑیاں ایک قسم کا گیت جو عورتیں شادی بیاہ کے موقع پر گاتی ہیں۔ ایسے گیت ملاحظہ ہوں۔ رسوم دہلی ص ۹۷-۱۰۰۔ [۳] ایک قسم کا گیت جو شادی کے موقع پر مراثنیں گاتی ہیں۔ یہ گیت بہت فحش ہوتے ہیں

[۴] راجپوتوں کی رسم کے مطابق اب بھی راجپوت مسلمانوں میں عورتیں برات میں نہیں جاتیں۔

[۵] قہقہے۔ [۶] مجموعہ مثنویات میر حسن دہلوی ص ۱۲۵۔ [۷] ہفت تماشا ص ۱۴۹

کی جاتی تھی۔ اس موقع پر تواضع کے پانوں پر سونے اور چاندی کے ورق لگائے جاتے تھے۔ بیڑہ پان کے زیر عنوان انند رام مخلص نے شادی میں اس رسم کا ان الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

"بہندوستان در ایام جشن شادیہا انواع تکلف بر برگ بالای آں ... پان .... چہ یقدر برگ پان ورقی از طلاو نقرہ ساختہ آں را بینا کار و مرصع کاری سازند و ونامش تکرودنہ است" ۵۲

نکاح کے بعد نوشہ کو زنان خانہ میں بلایا جاتا تھا اور وہاں بہت سی رسمیں عمل میں آتی تھیں۔

چلا وہ دولہا دولہن کی طرف　　اڑے جیسے بلبل چمن کی طرف
وہاں تک پہنچتے ہوئے کیا کہوں　　ہوئے ٹوٹکے لاکھ بہر شگون ۵۳

آرسی مصحف | اس رسم کے مطابق دولہا دولہن کو سر جوڑ کر آمنے سامنے بٹھاتے تھے۔ بیچ میں تکیہ تکیہ پر قرآن شریف رکھ کر دولہا سے سورۂ اخلاص نکال کر پڑھنے اور دولہن کے منہ پر پھونک کرنے کو کہا جاتا تھا غرضکہ قرآن شریف پر آئینہ رکھ کر دولہا اور دلہن دونوں کے اوپر کپڑا ڈال دیتے تھے اور وہاں دولہا دولہن کا چہرہ دیکھتا تھا ۵۴

---

۵۱ ملاحظہ ہو مراثی سودا، فرخ نامہ ص ۹۷ ب، احوال خواتین ص ۲۲۳ الف، مجموعہ مثنویات میر حسن دہلوی ص ۱۶۲-۱۸۷-۱۹۲-۱۹۷-۲۰۸-

ہوا جب نکاح اور بٹے ہار پان　　پلا سب کو شربت دیا خاصدان　ص ۱۲۶

مرزا قتیل کا بیان ہے "اگر شب عروسی سے پہلے نکاح عمل میں آگیا ہو تو دولھا کو حرم سرا میں طلب کیا جاتا ہے ورنہ نکاح کے بعد بلایا جاتا ہے اور وہی شربت جس کا ساچق کے ضمن میں ذکر آچکا ہے، پھر شب عروسی میں براتیوں کو پلاتے ہیں اگر نکاح پہلے ہوچکا ہے تو شربت دوبارہ پلایا جاتا ہے یعنی ایک بار ساچق میں اور ایکبار شب عروسی میں اور اگر پہلے نکاح ہوچکا تھا تو تین بار شربت پلایا جاتا ہے ورنہ دوبار اور ہر تینوں بار یا دونوں مرتبہ تھالی سے بھاگ جاتے ہیں۔ ہفت تماشا ص ۱۴۹۔

۵۲ مرآۃ الاصطلاح ص ۴۴ الف ۵۳ مجموعہ مثنویات میر حسن دہلوی ص ۱۲۶، گذشتہ لکھنؤ ص ۳۵۶۔ ۵۴ برائے تفصیل ملاحظہ ہو رسوم دہلی ص ۱۲۴-۱۲۵-

دکھا مصحف اور آرسی کو نکال — دھرا بیچ میں سر پہ آنچل کو ڈال[۵۱]

اس موقع پر اور بھی رسمیں ادا ہوتی تھیں۔ میر حسن دہلوی کا بیان ملاحظہ ہو۔

وہ جلوے[۵۲] کا ہونا وہ شادی کی دھوم — وہ آپس میں دولھا دولہن کی رسوم
کسی نے پسائی سرونج[۵۳] آن کر — کوئی گالیاں دے گئی جان کر
گئی کوئی واں گال سے پھر لگا — گئی کوئی دولہن کی جوتی چھوا
وہ شیریں جو بیٹھی تھی شیریں بنی — نبات[۵۴] اس کو چننے بنے کو بنی
چنائی نبات اس کو اس گھات سے — کہ ڈھکا[۵۵] دیا ہر گھڑی بات سے
زبس دل تو تھا اس کا ہر جا پہ بند — سبھی جائے اس نے چنی کر پسند
اٹھائی ڈلی اس کی آنکھوں سے یوں — کریں نوش بادام شیریں کو جوں
ڈلی وہ جو ہونٹوں کی تھی لب ملی — وہ مصری کی منہ سے اٹھائی ڈلی
کمر سے اٹھائی ڈلی اس طرح — کہ ہاں ہوں نہیں کی نہیں جس طرح
ذرا پاؤں پڑ کے اٹھانے اڑا — نہیں اور ہاں کا عجب غل پڑا[۵۶]

بعض گھروں میں اس موقع پر دیگر رسوم کے علاوہ ایک اور رسم ادا ہوتی تھی اور اس کے مطابق دولھا کے منہ میں لگام لگا کر، لگام دولہن کے ہاتھ میں دے دیتے تھے اور اکثر اس کو گھوڑے کی طرح کھڑا کر کے اس کی پیٹھ پر زین رکھتے تھے اور دولہن کو اس پر سوار کرتے تھے اس رسم پر

---

۵۱ مجموعہ مثنویات میر حسن دہلوی ص ۱۲۶، نیز ملاحظہ ہو. کلیات سودا جلد دوم ص ۱۹۰، ۱۹۲، ۱۹۷، گذشتہ لکھنؤ
Tribes + castes,
1, P P 817 (fn -1). 817-838. observations etc P. 206, 220, 209-۲۱۰

۵۲ دولہا دولہن کو آمنے سامنے بٹھا کر آرسی دکھانا ۵۳ یہ بھی ایک شادی کی رسم ہے۔ کلیات سودا ج ۲ ص ۱۶۵
۱۹۷، ۲۰۹، ۲۲۳، ۲۶۲۔

۵۴ نبات چنوانا۔ دولہن کے جسم کے کئی اعضا پر مصری کی ڈلیاں رکھتے تھے جو دولھا سے چنوائی جاتی تھیں۔

۵۵ جان جان کر ترسانا۔ ۵۶ مجموعہ مثنویات میر حسن دہلوی ص ۱۲۷، کلیات سودا ج ۲ ص ۱۶۲، ۱۹۰، ۱۹۲، ۱۹۸

عمل کرنے کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ دولھا اور دولہن میں اتحاد پیدا ہو اور تمام عمر دولہا ایک
گھوڑے کی طرح جو اپنے سوار کا تابعدار ہوتا ہے" بھی اپنی بیوی کا تابعدار رہے[۵۱] اس کے
سٹھنیاں گائی جاتی تھیں جو فحاشی سے بھری ہوتی تھیں اور ان میں نوشہ کے ماں باپ کی مذمت ہوتی تھی[۵۲]

رخصتی | رخصتی کے وقت طرح طرح کے ٹونے اور ٹوٹکے عمل میں آتے تھے کہ اللہ دولہا دولہن کو نظر بد سے محفوظ ا

سحر کا وہ ہونا وہ ٹونے کا وقت — وہ دولہن کی رخصت وہ رونے کا وقت[۵۳]

اس موقع پر عام طور پر دولہن کا بھائی اُسے اپنی گود میں اٹھا کر پالکی یا ڈولی پر سوار کرتا
مگر کہیں کہیں دولہا خود ہی دولہن کو سوار کراتا تھا۔

وہ دولہا کا دولہن کو گودی اٹھا — بٹھانا محافے میں آخر کو لا[۵۴]

جب دولہن کو محافہ، ڈولی یا پالکی پر سوار کر چکتے تھے اور کہار ڈولی اٹھا کر روانہ ہونے لگتے تھے تو اس
سے جب تک دولہن اپنے نئے گھر نہیں پہنچ جاتی تھی، راستے بھر دولہا کے گھر والے پالکی پر زر نثار کرتے چلتے

چلے لے کے چنڈول جس دم کہار — کیا دو طرف سے زر اس پر نثار[۵۵]

---

۵۱ ہفت تماشا ص ۱۴۹-۱۵۰ ۵۲ ہفت تماشا ص ۱۵۰ پنجاب میں اس موقع پر کچھ اور رسمیں ادا ہوتی تھ
مثلاً "کور کلیوا" رسم کے مطابق دولہا اور شہ بالا کو کھیر کھلائی جاتی تھی۔ جوا کھیلنا۔ اس رسم کے مطابق دولھا
دلہن آمنے سامنے بٹھائے جاتے تھے اور ان کے درمیان پانی سے بھرا ہوا ایک کونڈا رکھا جاتا تھا اور اس پانی میں
ایک انگوٹھی، چھالی اور دو یا چار سکے ڈال کر لٹائے جاتے تھے۔ دولہن اور دولہا اسکو لوٹنے کی کوشش کرتے
جس کے ہاتھ پہلے انگوٹھی پڑ جاتی تھی اس کی فتح ہوتی تھی۔ Tribes & castes, I, P 815

۵۳ مجموعہ مثنویات میرحسن دہلوی ص ۱۲۷، گذشتہ لکھنؤ ص ۱۵۹، "بابل گانا" ۳۷۰، شربت پلائی ص ۳۶۰

۵۴ ایضاً ص ۱۲۸ - اس کے برخلاف پنجاب میں دولہا اور دولہن کے دامن کو باندھ کر اُن کو آگے اور پیچھے کر کے لے
جاتا تھا۔ Tribes & castes, I, P 815

یہی رسم ویدک عہد میں بھی پائی جاتی تھی ملاحظہ ہو۔ ہندوستان کا قدیم تمدن از ڈاکٹر بینی پرشاد
مترجمہ مولوی اصغر حسین۔ ہندوستانی اکیڈمی، یوپی الہ آباد ۱۹۵۱ء ص ۴۷ ۵۵ مجموعہ مثنویات میرحسن دہلوی